بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَظَرات

ملک، ملّت اور معاشرہ : ان سب کی بنیادی اکائی گھر ہے — یہ ایک کھلی حقیقت ہے ، جس کو ارباب فکر و نظر کی اس منتخب مجلس میں دھرانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن فطرت انسانی کی یہ کمزوری ہے کہ ہماری نگاہیں حقیقت کی خیرہ کن روشنی سے آنکھیں ملانے کی صلاحیت بہت کم رکھتی ہیں۔ جو حقائق جس قدر زیادہ روشن ہوتے ہیں وہ بسا اوقات اسی قدر زیادہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوجاتے ہیں۔ اس لئے حقائق خواہ وہ کتنے ہی ظاہر کیوں نہ ہوں، کس قدر پیش پا افتادہ کیوں نہ نظر آتے ہوں، انہیں دھراتے رہنا چاہئے۔ انہیں یاد دلاتے رہنا چاہئے۔/ اس لئے آج جب کہ عوام و خواص کی توجہات جمہوری انتخابات کی گہما گہمی کی بدولت بڑے بڑے ملکی و ملّی مسائل پر مرتکز ہیں، ہم ارباب فکر و نظر کو بہ صد ادب یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ سیاسی مسائل کی اہمیت اور ان پر بحث و تمحیص کا ملک کی جمہوری روایات کے استحکام کے لئے ضمانت ہونا اپنی جگہ مسلّم ، لیکن ہمیں یہ حقیقت ہرگز فراموش نہ کرنی چاہئے کہ بنیادی مسئلہ گھروں کو درست کرنے کا — عائلی اصلاح کا — مسئلہ ہے، کیونکہ ملک، ملت اور معاشرہ کی بنیادی اکائی گھر ہے۔

خود گھر کی بنیاد رشتہٴ ازدواج پر قائم ہے۔ یہ رشتہ کیا ہے؟ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ قرآن حکیم نے سورہٴ روم کی اکیسویں آیت میں ان سوالات کا مکمل جواب پیش فرمادیا ہے۔ اس سورہ کے تیسرے رکوع میں مختلف آفاقی آیات کا ذکر کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

(''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم مردوں کے لئے تمہاری ہی جنس میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے آپس میں مودت اور رحمت (کے جذبات) پیدا کئے۔ یقیناً اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے نشانیاں ہیں۔'')

آیت زیر مطالعہ کا قابل غور ٹکڑا ہے: **لتسکنوا الیہا** ('' تاکہ تم اس کی طرف (اس کی آغوش میں) سکون حاصل کرو''۔) تمام جاندار مخلوقات میں مادے کا وظیفہٴ حیات افزائش نسل ہے۔ لیکن نہ انسان محض جاندار مخلوق ہے، نہ عورت محض تخلیق اولاد کا آلہ، نہ رشتہٴ ازدواج کا بنیادی مقصد نسل انسانی میں اضافہ ہے۔ بلکہ قرآن حکیم کے نزدیک عورت کی تخلیق اور ازدواجی ادارہ کے قیام کا مقصد حصول سکون ہے۔

قرآن کا '' **سکون** '' اپنے اندر جہان معنی پوشیدہ رکھتا ہے۔ امام راغب اصفہانی نے اس کے معانی سے بحث کرتے ہوئے اس کے دو مفہوم متعین کئے ہیں: ''**ثبوت الشئی بعد تحرک**'' یعنی ہیجان و حرکت کے بعد کسی شے کا قرار و ثبات حاصل کرلینا۔ ثانیاً ''**استئطان**'' یعنی گھر بسانا، سکونت اختیار کرنا۔ یہاں لتسکنوا الیہا میں سکون کے یہ تمام مفاہیم مندرج ہیں۔ عورت ہی کے دم سے گھروں کی آبادی ہے، اسی کی آغوش میں قرار و ثبات ہے۔ اسی کا وجود وجہ طمانیت و سامان سکون قلب ہے۔ وہ جو مشہور حدیث نبوی میں کہا گیا ہے کہ نکاح تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے، تو وہ اسی فرمان الٰہی کی تفسیر ہے۔

نفاست و محبوبیت اور سکون افزائی و سکونت بخشی تو عورت کی منفرد خصوصیات تھیں۔ لیکن ازدواج کا تقاضا تھا کہ کچھ اوصاف مرد اور عورت، شوہر اور بیوی میں اس رشتے کی رو سے مشترک ہوں۔ ان کی نشاندھی کرتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے : وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ ('' اور ہم نے تم دونوں میں مودت پیدا کی اور رحمت '' ۔)

لفظ مودۃ کے مادہ ودّ کی تشریح کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں : محبة الشئی وتمني کونه '' کسی چیز سے محبت کرنا اور اس کے ہوجانے کی تمنا کرنا'' یعنی مودت محض محبت، صرف پیار نہیں بلکہ آرزو بھی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے صرف جہاں محبت نہیں بلکہ جان تمنا بھی ہیں۔ اور یہ محبت، یہ تمنا یک طرفہ ہرگز نہیں بلکہ

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

قابل غور بات یہ ہے کہ خدا نے اپنی صفات میں محبت کو نہیں، مودۃ کو شامل کیا ہے، جو جذبۂ محبت کا مکمل تر مظہر ہے۔ چنانچہ اسمائے حسنیٰ میں سے ایک پیارا نام ہے ودود قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ

('' بیشک میرا پروردگار بہت رحمت والا بہت مودت والا ہے ۔'')

رحمۃ کے لغوی معنی سے بحث کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی اس کی تشریح یوں کرتے ہیں : رقة تقتضي الاحسان الی المرحوم یعنی وہ نرم دلی جو انسان کو دوسرے پر احسان کرنے کے لئے مجبور کرے۔ امام راغب اصفہانی کی یہ توضیح بہت تشنہ ہے ۔ اس کی پوری تشریح ایک دفتر کی مقتضی ہے۔ کیوں نہ ہو، جب کہ یہ اللہ کی رحمت ہے جو پوری کائنات کو محیط ہے :

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ

(''اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہے '')

اللہ کی تمام صفات میں رحمت کو جو درجۂ امتیاز حاصل ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسمائے حسنیٰ میں سے دو نام اسی صفت